اللہ رب العزت نے سورۃ الانعام کی آیت ۹۸ میں بتایا

وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ

''اور وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا

فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ

مرد میں نطفوں کے قَرَارٍ مَّكِينٍ کو خالی کر کے انہیں ''پانی یعنی مادہ منویہ'' میں دھکا دیئے جانے کے بعد ان کیلئے مُسْتَوْدَعٌ ہے۔ اس لفظ کا مادہ ''ودع'' ہے۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی چھوڑنے اور خالی کر دینے کے ہیں۔ امانت جو کسی کے پاس حفاظت کیلئے رکھی جائے۔ محفوظ مقام پر رکھنا۔ کسی کو الوداع کرنا، رخصت کرنا۔ اور پھر اس کے بعد صرف چھوڑ دینے (ترک کر دینے) کے معنوں میں استعمال ہونے لگا (راغب)۔ سورۃ الضحیٰ کی آیت ۳ میں انہی معنوں میں آیا ہے۔ عہد و پیمان کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ نطفے اور بیضا کے ملاپ کے مراحل (Fertilization) کے متعلق میڈیکل سائنس میں آج تک دستیاب ہونے والی معلومات کے مطالعہ سے اس لفظ کی جامعیت کا کچھ اندازہ اور ادراک ہو سکے گا۔

نطفے کے سونپے جانے کی جگہ کہاں ہے؟ اس کو کہاں الوداع اور رخصت کرنا ہے؟ اس کو کس کے پاس امانت کے طور پر حفاظت کیلئے رکھنا ہے؟ جس کے پاس نطفے کو حفاظت کیلئے سونپنا ہے کیا وہ خود محفوظ ہے؟

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

''اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس میں سکون پائے''۔ (حوالہ الاعراف۔۱۸۹)

وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون پاؤ

وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً

اور تمہارے (خاوند بیوی کے) درمیان انس اور رحمت رکھ دی ہے

إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۝

یقیناً اس میں نشانی (سبق، نکتہ) ہے ان لوگوں کیلئے جو تفکر کرتے ہیں'' (سورۃ الروم۔۲۱)

یا رب! تیرا شکر ہے۔ یا رب! مجھے عقل و فکر عطا فرما کہ تیری اس نشانی کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھ سکوں۔ قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے۔ اس کے الفاظ سے مبنی بر حقیقت کے خلاف کبھی کچھ نہیں ملے گا۔ ارشاد فرمایا کہ خاوند کو بیوی سے سکون ملتا ہے۔ خاوند کو نطفے کو بیوی کو سونپنے پر لازماً سکون ملتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر بار بیوی کیلئے بھی باعث ''سکون'' بنے اگرچہ پیکر حیا ہونے کی بناء پر کبھی اس کا اظہار نہیں کرتی۔ کھلم کھلے انداز میں بتایا

فَلَمَّا تَغَشَّىٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِۦ

''پھر جب خاوند اسے ڈھانپ لیتا ہے تو وہ خفیف حمل (ہلکا سا بوجھ۔ نطفہ ٹپکائے جانے کے وقت بہت ہلکا ہوتا ہے) اٹھا لیتی ہے

اور یوں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ نطفوں کو سونپے جانے کی جگہ مُسْتَوْدَعٌ صرف اپنی بیوی کی ''فرج''یعنی شرمگاہ ہے کیونکہ انسان کو معلوم ہے کہ حمل اٹھانے کا تعلق اسی سے ہے۔ اور بیویوں یعنی شادی شدہ عورتوں کو ''محصنات'' کہا گیا ہے جس کے معنی سیپ کا موتی، قلعہ، محفوظ پناہ گاہ ہیں۔

ایک زبان زد عام تخیل یہ ہے کہ خاوند کو جس کسی وقت بھی حق زوجیت کی ادائیگی کی خواہش پیدا ہو اور وہ بیوی کو طلب کرے تو چاہے وہ آٹا گوندھ رہی ہو یا کھانا پکا رہی ہو تمام کام کاج چھوڑ چھاڑ دے اور فوراً خاوند کی خواہش پوری کرے۔ یہ تخیل تو عربی زبان کے لفظ ''زوج'' کے معنی اور مفہوم ہی سے مطابقت نہیں رکھتا۔ قرآنِ مجید اس تخیل کے خلاف ہے۔ حقوق زوجیت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا لیا جائے کہ لازوال تفسیر حقیقت، قرآنِ مجید میں عورت اور مرد کے مابین تعلق کے حوالے سے سب سے پہلے اسی کا ذکر ہوا ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ

''تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کیا گیا ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ

وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو''۔

عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ

اللہ تمہاری اپنے نفوس کے ساتھ خیانت کو جانتا ہے سو اس نے تمہاری طرف توجہ کی ہے اور تمہیں معاف کر دیا ہے

فَٱلْـَٔـٰنَ بَـٰشِرُوهُنَّ وَٱبْتَغُوا۟ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ ۚ

اس لئے ان سے حقوق زوجیت ادا کرو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اس کے خواہش مند رہو'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۷)

یہ بتانے سے کہ رمضان کے گنے چنے دنوں کی راتوں میں حقوق زوجیت کی ادائیگی حلال کی گئی ہے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بیوی ایک ایسی ''کھیتی'' نہیں ہے جس میں ''فصل اگانے'' کے مقصد کے علاوہ جایا ہی نہ جائے۔ جنسیات انسانی زندگی کا انتہائی اہم اور ضروری جزو ہے۔ پیٹ کی بھوک کی طرح جنسی خواہش کی تسکین میں تاخیر یا دیر یا رکاوٹ ذہن و عقل کو مغلوب اور منتشر کر سکتی ہے۔

لفظ ٱلرَّفَثُ کا مادہ ''ر ف ث'' ہے اور دوسری مرتبہ صرف حج کے متعلق سورۃ البقرۃ ہی کی آیت ۱۹۷ میں رَفَثَ استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک جامع لفظ ہے جو ان تمام باتوں پر محیط ہوتا ہے جو جنسی اختلاط کے سلسلہ میں سرزد ہوتی ہیں۔ یعنی ابتدائی گفتگو سے لے کر

انتہائی منزل کے تمام مراحل اس میں شامل ہیں (تاج)۔ابن فارس نے کہا ہے کہ اَلرَّفَثُ کے اصل معنی جماع (حق زوجیت) ہیں لیکن یہ ہراس بات کیلئے آتا ہے جس کے ظاہر کرنے سے انسان شرمائے یا گریز کرے۔اس طرح حج کے دوران رَفَث سے منع کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اس اجتماع میں کوئی فحش خیال یا ایسی بات اور حرکت سرزد نہیں ہونی چاہئے جس میں جنسی میلان پایا جاتا ہو۔آیت مبارکہ میں اَلرَّفَثُ کے بعد اِلٰى نِسَآىِٕكُمْ اور بَاشِرُوْهُنَّ سے بالکل واضح کر دیا گیا کہ حقوق زوجیت کی انتہائی منزل کی اجازت عطا فرمائی گئی ہے۔

اللہ کی کائنات میں عورت ایک حسین وخوبصورت تخلیق ہے۔ اس کا ظاہر جتنا خوبصورت ہے اس سے کہیں زیادہ اس کا باطن خوبصورت ہے۔ عورت حیا، خلوص، درد، محبت، انس کی پیکر ہے۔عورت پیکرِ حیا ہے اس لئے اپنے خاوند سے اس خواہش کے حوالے سے اظہار نہیں کر پاتی۔اگر کرے گی بھی تو اس اظہار کا انتہائی انداز مہک کے اس ہلکے جھونکے کی مانند ہوگا جو چھو کے نکل جائے۔اللہ نے اس حیا کی پیکر کے انداز اور مقام ومرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے یہ بات انتہائی لطیف انداز میں یوں بیان فرمائی کہ بیوی خاوند کا لباس ہے اور خاوند بیوی کا لباس۔مرد کو لطیف اشارے میں سمجھا دیا گیا کہ ''حق زوجیت'' کو یکطرفہ ''کھیل اور سکون'' نہیں بنانا۔

قرآنِ مجید نے اجازت دی ہے کہ رمضان کی راتوں میں حقوق زوجیت کی ادائیگی کو حلال کیا گیا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے دن میں حقوق زوجیت ادا نہیں کئے جا سکتے (حوالہ البقرۃ۔۱۸۷)۔ لیکن اسی آیت مبارکہ میں رمضان کی رات کے متعلق واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ صبح صادق تک ہوتی ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں دن طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے۔اب اگر حقوق زوجیت کے متعلق اتنا ہی حکم دیا گیا ہوتا تو پھر سال کے گیارہ مہینوں میں بھی صبح صادق سے طلوع شمس (فجر) تک حقوق زوجیت کی ادائیگی کو ممنوع سمجھا جاتا۔قرآنِ مجید لازوال تفسیر حقیقت ہے۔ مَّا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ''ہم نے (اپنی) کتاب میں کسی شئے (کے بیان) میں کمی نہیں چھوڑی'' (حوالہ الانعام ۳۸) ہدایت اور ''فیصلے'' ڈھونڈنے کیلئے ہمیں قریہ قریہ، شہر شہر پھرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وَكُلَّ شَىْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ''اور ہر شئے کو ہم نے الگ الگ کر کے کھول کر بیان کر دیا ہے'' (حوالہ الاسراء۔۱۲)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے حقوق زوجیت کی ادائیگی کے اوقات کو بھی واضح فرما دیا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ

اے ایمان لانے والو! تمہارے ملازم اور وہ (طفل، بچے) جو ابھی عنفوان شباب کو نہیں پہنچے تین اوقات میں تم سے اجازت لیں

مِّن قَبۡلِ صَلَوٰةِ ٱلۡفَجۡرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعۡدِ صَلَوٰةِ ٱلۡعِشَآءِۚ

فجر کی نماز سے قبل (صبح صادق کے بعد اور طلوع شمس سے قبل سوائے ماہ رمضان) اور جس وقت دن میں تم اپنے کپڑے اتارتے ہو،

اور نماز عشاء کے بعد''

ثَلَٰثُ عَوۡرَٰتٖ لَّكُمۡۚ

''(کیونکہ) یہ تین تمہارے لئے خلوت (پردے کے معاملات) کے اوقات ہیں''

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا عَلَيۡهِمۡ جُنَاحُۢ بَعۡدَهُنَّۚ طَوَّٰفُونَ عَلَيۡكُم بَعۡضُكُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٖۚ

ان اوقات کے علاوہ تم پر اور ان پر (پابندی نہ لگانے میں) کوئی حرج رنداالقہ نہیں۔ تم ایک دوسرے کے گرد وپیش پھرنے والے ہو۔

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلۡأٓيَٰتِۗ

اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کو واضح کرتا ہے''

وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ٥

اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے'' (النور۔۵۸)

وَإِذَا بَلَغَ ٱلۡأَطۡفَٰلُ مِنكُمُ ٱلۡحُلُمَ فَلۡيَسۡتَـٔۡذِنُواْ كَمَا ٱسۡتَـٔۡذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡۚ

اور جب تمہارے طفل عنفوان شباب کو پہنچ جائیں تو چاہئے کہ وہ اجازت لیں جیسے پہلے لیا کرتے تھے۔

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلۡأٓيَٰتِۗ

اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کو واضح کرتا ہے

وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ٥

اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے'' (النور۔۵۹)

حقوق زوجیت کی ادائیگی پُرسکون اعصاب اور خلوت، عدم مداخلت کی طالب ہے۔ اطفال کو جنسی معاملات اور پردے کی باتوں کا علم نہیں ہوتا لیکن تین اوقات میں خاوند بیوی کی خوابگاہ میں آنے پر اُن پر پابندی کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ٱلۡحُلُمَ کے معنی ''خواب میں احتلام، یعنی جنسی منتہا (orgasm) تک پہنچنا'' ہیں۔ یہ سن تمیز و بلوغت (adolescence) عنفوان شباب ہے۔ ٱلۡحُلُمَ سے قبل عہد طفولیت ہے۔ گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد پر تین اوقات کے علاوہ خاوند بیوی کی تنہائی میں مخل ہونے پر پابندی نہیں ہے۔ اور بتائے گئے تین اوقات میں پابندی لگانے کی وجہ بتائی ثَلَٰثُ عَوۡرَٰتٖ لَّكُمۡۚ ''یہ تین تمہارے لئے پردے کے معاملات کے اوقات ہیں''۔ پاکیزگی اور آداب گفتگو کا مکمل لحاظ کرتے ہوئے حقوق زوجیت کی ادائیگی کے اوقات کے

متعلق کیا ہمارے لئے کھلم کھلے انداز میں بات واضح نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اوقات کے موضوع پر ہدایت دیتے ہوئے ایک ہی بات کو دو مرتبہ فرمایا کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ''اس طرح اللہ تم پر اپنے احکام واضح کرتا ہے'' وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے'' (النور۔۵۸)۔ اس لئے بعض لوگوں کا یہ محض تخیل ہے جس کا علم اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کہ جس کسی وقت بھی حق زوجیت کی ادائیگی کی خاوند کو خواہش پیدا ہوا اور وہ بیوی کو طلب کرے تو چاہے وہ آٹا گوندھ رہی ہو یا کھانا پکا رہی ہو تمام کام کاج چھوڑ چھاڑ دے اور فوراً خاوند کی خواہش پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے (لَكُمْ) یعنی ہمارے لئے تین اوقات مقرر فرمائے ہیں لیکن اگر کوئی من مانی کرنا چاہتا ہے تو اس کی اپنی مرضی ہے۔

سورۃ الاعراف کی آیت ۲۰ سے واضح ہے کہ شیطان کو معلوم تھا کہ مخصوص درخت کے پاس نہ جانے کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر بے لباس ہونے پر ان کے جسم کے پوشیدہ حصے جو چھپے ہوئے تھے ان پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جب انہوں نے اس درخت (یا اس کے پھل) کو چکھا تو بے لباس ہو گئے۔ اس صورتحال سے دوچار ہونے پر پہلے مرد اور پہلی عورت کا ردِعمل انسان کے شرم و حیا اور غیرت کا پیکر ہونے کا مظہر ہے۔ ''وہ لگے اپنے آپ کو باغ کے پتوں سے ڈھانپنے'' (حوالہ الاعراف۔۲۲)۔ اللہ رب العزت نے اس واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بنی آدم کو شیطان کی فتنہ انگیزی سے بچنے کے لئے کہا اور بتایا کہ وہ اور اس کا قبیلہ انسانوں کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے وہ انہیں نہیں دیکھ سکتے (حوالہ الاعراف۔۲۷)۔ شاید یہ بھی وجہ ہو کہ رمضان کی راتوں میں حقوقِ زوجیت کی اجازت دیتے ہوئے اللہ نے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ بیوی خاوند کا اور خاوند بیوی کا لباس ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ کی اجازت سے حقوقِ زوجیت کی ادائیگی میں خاوند بیوی کو بے لباس ہونا پڑے تو انہیں ایک دوسرے کا لباس بنا کر شیطان اور اس کے قبیلے کی نگاہوں سے اوجھل اور بالباس رکھا گیا۔ اور ''بے لباس حالت'' میں گھر کے دوسرے افراد کی نگاہوں سے اوجھل رہنے کے لئے تین اوقات میں خلوت میں آنے پر پابندی لگانے کا حکم دیا (حوالہ النور۔۵۸)۔ اللہ نے ہمارے شرم و حیا اور وقار کا اتنا خیال رکھا لیکن مقامِ افسوس ہے کہ دولت کے پجاریوں اور اسے سمیٹ لینے کے خواہشمند گروہ نے آزادی نسواں کے پرفریب نعرے کی آڑ میں شرم و حیا کی پیکر کو اشتہاری مہم کیلئے نیم برہنہ کر کے حقیقت میں عزت و وقار کے ساتھ ساتھ اس کے ظاہری اور باطنی حسن کو بھی گہنا کے رکھ دیا ہے۔ اور دوسری منتہا کا ایک گروہ موزے، دستانے پہنا کر سرتا پاؤں ''ملفوف'' کرنے پر بضد ہو کر اس پیکر حیا کے باطن کی توہین اور بے وقعت کرنے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت واجب الاحترام عورت کو ان دونوں منتہاؤں کے چاہنے والوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کیلئے تخلیق کیا ہے۔ بندگی کا مفہوم اور اس کا اظہار أَحْسَنُ عَمَلًا ہے اور عمل چونکہ حیات اور زمان کی گزرگاہ میں ہوتا ہے اس لئے بندگی کرنا زندگی کے ہر ایک ایک لمحے پر محیط ہے۔ انسان کو ہر لمحہ دیکھنا ہوگا کہ بندگی کر رہا ہے یا

اس سے اجتناب برت رہا ہے۔اس طرح انسان کی زندگی کا جو پل أَحْسَنُ عَمَلًا میں صرف ہوا وہ اس کے ''عابد'' ہونے کا مظہر ہے اور جو پل أَحْسَنُ عَمَلًا کے متضاد کسی عمل میں بیت گیا وہ اس کی تخلیق کے مقصد کی نفی کرنے میں بسر ہو گیا۔ ''میری ہدایت، کتاب میں بھیجی ہوئی میری آیات ''زندگی کے ہر ایک پل کا احاطہ کرتی ہیں مساجد میں رکوع وسجود کے اوقات سے لے کر خواب گاہ کی تنہائی میں اجازت دیئے ہوئے اوقات کے دوران بیویوں کے ساتھ بیتائے جانے والے لطف و سرور کے نازک لمحات تک۔ان تمام لمحات میں جس انسان نے اپنے آپ کو ''ہدایت، کتاب میں بھیجی ہوئی میری آیات'' کے تابع رکھا تو وہ اپنے وجود اور شخصیت کے مقصد کو پا گیا۔

حقوق زوجیت کی ادائیگی پر اوقات کے علاوہ بھی کیا کوئی پابندی ہے؟

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ

''اور وہ آپ (ﷺ) سے (بیویوں کے) حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ

آپ ﷺ کہیں ''وہ ناگوار (خفیف سی تکلیف) ہے۔اس سبب سے حیض میں بیویوں (حقوق زوجیت ادا کرنے) سے الگ رہو۔

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ

اور (غرضِ ملاپ سے) ان کے قریب نہ جاؤ جب تک وہ مطہر نہ ہو جائیں

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ

پھر جب اپنے آپ کو پاک صاف کر لیں تو ان کے پاس وہاں سے آؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے۔

إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ۝

اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔(البقرۃ۔۲۲۲)

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کے ذریعے حیض کے متعلق لوگوں کو یہ بتایا کہ وہ ''أَذًى'' ہے جس کے معنی کسی چیز کا طبیعت پر ناگوار گزرنا، ناخوشگوار، ناگوار سی بات، معمولی بے چینی، خفیف سی تکلیف ہے مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ ''تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو'' (حوالہ البقرۃ۔۱۹۶) لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّآ أَذًى ''وہ تمہیں معمولی دکھ، تکلیف، دینے کے سوا کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۱۱)۔ ایام حیض کو ناگوار تکلیف قرار دیتے ہوئے اُن دنوں میں حقوق زوجیت ادا

کرنے سے دور رہنے کا حکم دیتے ہوئے دوبارہ اُس وقت ان کے پاس جانے کی اجازت دی گئی جب اچھی طرح ''پاک صاف'' ہو جائیں جس سے ظاہر ہوا کہ دوران حیض بیوی سے 'دوری' کا حکم بنیادی طور پر اس سبب سے ہے کہ اس دوران وہ مطہر نہیں۔

فَٱعۡتَزِلُواْ میں حرف ''ف'' بھی اس کے بعد والی بات کا اس سے قبل والی بات کی وجہ ہونے کا مفہوم پیدا کرتا ہے۔تاکید اور وزن یَطۡهُرۡنَ ، تَطَهَّرۡنَ ، ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ پر ہے۔جس کا مادہ ''ط ھ ر'' اور بنیادی معنی کسی چیز سے نجاست کا دور ہو جانا ہیں۔ابن فارس نے اس کے معنی ستھرا پن اور میل کچیل کا زائل ہو جانا بتائے۔اہل ایمان کو منع کیا گیا ہے کہ نماز کے قریب وہ لوگ نہ جائیں وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِى سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغۡتَسِلُواْ ''اور نہ حالت جنابت میں (حقوق زوجیت ادا کر لینے کے بعد کی حالت میں) جب تک غسل نہ کر لیں، سوائے حالت سفر میں ہونے کے'' (حوالہ النساء۔۴۳)۔اور سورۃ المائدہ کی آیت ۶ میں نماز کا ارادہ کرنے پر وضو کرنے کا حکم دیا وَإِن كُنتُمۡ جُنُبًا فَٱطَّهَّرُواْ ''اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو پہلے اپنے آپ کو پاکیزہ، مطہر کرو''۔ غسل انسان کو حالت جنابت سے طہارت میں لے آتا ہے۔ جُنُبًا کون ہوتے ہیں؟ واضح فرما دیا لَـٰمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ جنہوں نے اپنی بیویوں سے حقوق زوجیت ادا کئے ہوتے ہیں (حوالہ النساء ۴۳، المائدہ۔۶)۔

طہارت غسل سے آتی ہے اس لئے ایام حیض کے بعد بیوی کے غسل کرنے کے بعد حقوق زوجیت کی ادائیگی کی اجازت ہے جو ان الفاظ ''حَتَّىٰ'' (جب تک، یہاں تک) اور ''إِذَا'' (جب، جس وقت) سے لازم قرار پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

وَلَا تَقۡرَبُواْ ٱلۡفَوَٲحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ‌ۖ

''اور ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی کی باتوں کے قریب نہ جاؤ'' (حوالہ الانعام۔۱۵۱)

قُلۡ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ ٱلۡفَوَٲحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ (حوالہ الاعراف۔۳۳)

''آپ (ﷺ) کہہ دیں'' میرے رب نے بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے جو ان میں چاہے ظاہر ہوں اور جو چھپی ہوں''

رسول کریم ﷺ سے کہلوایا گیا کہ رب العالمین نے ظاہر اور پوشیدہ بے حیائی (فواحش) کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے۔فحاشی کیا ہے؟

وَلُوطًا إِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِۦٓ أَتَأۡتُونَ ٱلۡفَـٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنۡ أَحَدٍ مِّنَ ٱلۡعَـٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾

''اور لوط (علیہ السلام) نے جب اپنی قوم سے کہا 'تم فحاشی کی طرف آتے ہو جس کی طرف تم سے قبل جہاں میں کوئی ایک قوم بھی نہیں آئی'

اور یہ ''ٱلۡفَـٰحِشَةَ'' کیا تھی جس کی طرف وہ آتے تھے؟ اس کے بارے میں لوط علیہ السلام نے کہا تھا:

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿٨١﴾ (الاعراف۔۸۱)

''تم مرد اپنی جنسی خواہش کو پورا کرنے کیلئے بیویوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو۔ تم بیشک حد سے نکل جانے والے لوگ ہو''

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾

اور لوط (علیہ السلام) نے جب اپنی قوم سے کہا'' کیا تم کھلے عام بے حیائی کے کام کرتے ہو؟

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ (النمل۔۵۴۔۵۵)

''کیا تم اپنی جنسی خواہش کیلئے بیویوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو؟۔ بیشک تم جذبات سے مغلوب ہونے والی قوم ہو''

حیض کے ختم ہونے اور نہا دھوکر مطہر ہو لینے پر حقوق زوجیت کی ادائیگی کی اجازت دیتے ہوئے مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ سے مشروط فرمایا۔ حَيْثُ مکان پر دلالت کرتا ہے یعنی ''جہاں''۔ ''جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے''۔ واضح ہے کہ یہ ''حَيْثُ'' وہ ہوگا جس میں سے حیض آنے کی بناء پر بیوی مطہر نہیں تھی۔ لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ جنسی شہوت مٹانے کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر ''مردوں کے پاس جاتے تھے'' اور وہ یہ جنسی فعل جس ''حَيْثُ'' سے کرتے تھے وہ واضح ہے۔ اس گندے فعل سے منع کئے جانے پر منع کرنے والوں کے متعلق قوم کا جواب صرف یہ ہوتا تھا کہ نہیں اپنی بستی سے نکال دو

إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ''یہ وہ لوگ ہیں جو مطہر رہنا چاہتے ہیں'' (حوالہ الاعراف۔۸۲، النمل۔۵۶)

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ

''اس لئے جب اپنے آپ کو پاک صاف کرلیں تو ان کے پاس وہاں سے آؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۲۲)

اللہ تعالٰی نے انتہائی غیر مبہم انداز میں بتایا ہے کہ خاوندوں پر دوران حیض پابندی صرف حقوق زوجیت کی ادائیگی پر ہے اور پابندی چونکہ ایک مخصوص، متعین وقت، دنوں کیلئے تھی اس لئے حقوق زوجیت کی ادائیگی کیلئے وقت کی قید سے آزادی دیتے ہوئے فرمایا

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا۟ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

''تمہاری بیویاں تمہارے لئے مانند کھیتی ہے اس لئے تم اپنی کھیتی میں آؤ جب (اگر) تم چاہو''۔ (حوالہ البقرۃ۔۲۲۳)۔

قرآنِ مجید میں أَنَّىٰ اٹھائیس مرتبہ آیا ہے لیکن اس کے معنی کسی نے کہیں بھی ''جس طرح'' نہیں لکھے۔ حرف أَنَّىٰ کے معنی كَيْفَ یعنی

کس طرح، کیونکر ہیں قَالُوٓاْ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ ٱلْمُلْكُ عَلَيْنَا ''وہ کہنے لگے''اسے ہم پر حکومت کیونکر (کیسے) مل سکتی ہے''
(حوالہ البقرۃ۔۲۴۷) قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِۦ هَٰذِهِ ٱللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ''وہ بولا''اللہ اسے اس کی موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا؟'' (حوالہ البقرۃ۔۲۵۹)۔اوران الفاظ أَنَّىٰ يـٔـو فكُونَ کے معنی یوں کئے جاتے ہیں ''کس طرح وہ پھرے جاتے ہیں، وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں، کدھرالٹے جارہے ہیں'' (حوالہ المائدہ۔۷۵، التوبہ۔۳۰، العنکبوت۔۶۱، الزخرف۔۸۷)۔ آیت مبارکہ میں أَنَّىٰ شِئْتُمْ سے قبل ''جب''،یعنی وقت کی ممانعت آئی ہے تو پھروقت کی ممانعت کے بعد أَنَّىٰ شِئْتُمْ کے معنی 'جب تم چاہو' ہیں (ضحاک) صاحب تاج العروس نے بھی اس کے معانی میں ''جب'' شامل کیا ہے۔مرزاابوالفضل نے (غریب القرآن) میں ابوحیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کے معنی ''اگر'' کے ہیں یعنی اگر تم چاہو۔دونوں صورتوں میں مفہوم ایک ہی رہتا ہے۔

دوسرے زاویئے سے بھی بات کو دیکھا جائے تو کسان اپنے کھیت میں جس انداز، سمت سے بھی جائے بیج اسی مقام پر ڈالتا ہے جو فصل کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ صحیح جگہ پر بیج بوکر کسان اپنے لئے آگے کا سامان کرتا ہے۔حقوق زوجیت ادا کرنے میں اسی انداز اور سوچ کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ فَٱلْـَٔـٰنَ بَـٰشِرُوهُنَّ وَٱبْتَغُواْ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ ''اب ان سے حقوق زوجیت ادا کرو اور اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ مقرر کر دیا ہے اس کے خواہش مند رہو'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۷)۔
نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُواْ لِأَنفُسِكُمْ ''تمہاری بیویاں تمہارے لئے مانند کھیتی ہے اس لئے تم اپنی کھیتی میں آؤ جب (اگر) تم چاہو اور اپنے لئے آگے کا سامان کرو'' (حوالہ البقرۃ۔۲۲۳)۔کھیتی میں بیج بونے پر انسان فصل کا خواہش مند ہوتا ہے اور بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت کا ایک مقصد ''فصل''،یعنی اولاد کا خواہشمند ہونا ہے۔انسانی ذہن کو آلودگیوں اور لغویات سے دور رہنے کی نصیحت کے لئے بتایا کہ اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے اور لذت وسرور کے نازک لمحات میں بھی شرافت اور پاکیزگی کی حدود کو برقرار رکھنے کیلئے بتایا گیا

وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّكُم مُّلَـٰقُوهُ

''اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو'' (حوالہ البقرۃ۔۲۲۳)۔

حقوق زوجیت کی ادائیگی کے آداب کے متعلق دیئے گئے احکامات سے یہ بھی واضح ہے کہ انہیں بجالانے کا مقصود ضروری نہیں کہ ہر بار صرف نسل بڑھانا ہی ہو۔انسان واحد (Mammal) مخلوق ہے جو عمر کے اس حصے اور اس صورت میں بھی جنسی میلانات رکھتا ہے جب افزائش نسل کا امکان نہیں ہوتا۔ نوزائیدہ بچوں کو دودھ پلانے والی ماؤں میں صرف عورت ہے جن کی اکثریت عمر کے ایک خاص حصے میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور حیض آنا بھی بند (Menopause) ہوجاتا ہے۔ لیکن خاوند کیلئے باعث سکون رہتی ہے۔

جانوروں میں نوزائیدہ بچوں کو دودھ پلانے والی ماؤں کو حیض آنا بند (Menopause) نہیں ہوتا۔ کیا اس سے واضح نہیں کہ بیوی ایک ایسی کھیتی نہیں ہے جس میں ''فصل اگانے'' کے مقصد کے علاوہ جایا ہی نہ جائے؟ خاوند بیوی آپس میں کس لئے ہیں؟

لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

''تاکہ وہ اس میں سکون پائے'' (حوالہ الاعراف۔۱۸۹)

أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوٓاْ إِلَيْهَا

''تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون پاؤ'' (حوالہ الروم۔۲۱)

آپ خود فیصلہ کیوں نہیں کرتے کہ ''سُکُون'' کے معنی کیا ''صرف بچے پیدا کرنا'' ہو سکتے ہیں؟ اس کا مادہ ''س ک ن'' ہے اور بنیادی معنی حرکت نہ رہنا، ٹھہر جانا ہیں۔ رہائش کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جناب راغب نے کہا ہے کہ ''سکون'' کے معنی کسی چیز کا حرکت کے بعد ساکن ہو جانا ہے۔ اسی لئے کسی جگہ کو وطن یا گھر بنا لینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ''السُّکان'' کشتی کے پتوار کو کہتے ہیں جس سے اس کا توازن برقرار رہتا ہے۔ تسکین، سکون پانے کے معنی اضطراب کو رفع کر کے دل کو سکون دینا ہیں۔ رات کے متعلق بتایا جَعَلَ ٱلَّيْلَ سَكَنًا رات کو ایسا بنایا جس میں تمہیں سکون حاصل ہو جاتا ہے (حوالہ الانعام۔۹۶)۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں واضح اور کھلم کھلے انداز میں تمام باتیں بتائی ہیں لیکن اگر اس کے بعد بھی فیملی پلاننگ کیلئے ہمیں فتویٰ درکار ہے تو کیا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن بیوی کے متعلق ایک بات ذہن میں رہے کہ خاوند کے تصور سے اس کی فکر، خیال اور احساس کبھی مٹنا نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَلَا تُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَٰكِفُونَ فِى ٱلْمَسَٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا

''اور ان سے حق زوجیت ادا نہ کرو اس دوران جب تم مساجد میں اعتکاف میں ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں اس لئے ان کے نزدیک نہ جاؤ'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۷)۔ خاوند بیوی کو گھر میں اپنی خوابگاہ میں حق زوجیت ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے، مساجد میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ اپنے سے اظہار محبت و عقیدت کیلئے دوسروں کے حقوق و محبت کو بھلا دینے کی اجازت نہیں دیتا اس لئے دوران اعتکاف گھر جانے اور بیوی کا خیال رکھنے سے منع نہیں فرمایا لیکن حد پار نہ کی جائے یعنی صرف حقوق زوجیت کی ادائیگی پر پابندی ہے۔

اور لوط علیہ السلام کو ادب و عقیدت سے جھکی ہماری نگاہوں کے ساتھ ہر لمحہ سلام ہو جنہوں نے اپنی قوم کو بتایا تھا کہ جنسی حوالے سے اطہر، پاکیزہ صرف اور صرف بیوی ہے۔ عورت کو نکاح کے مقدس حصار میں لے کر حُب شہوت کی تسکین کیلئے جنسی فعل کرنا مطہرین کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کا قول بتایا

قَالَ يَٰقَوْمِ هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِى هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ

''انہوں نے کہا ''اے لوگو! میری جو بیٹیاں ہیں تمہارے لئے وہ اطہر (پاکیزہ) ہیں'' (حوالہ ھود۔۷۸)۔

لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کو ہمارا سلام ہو۔جنتیوں کی بیویوں کو أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کہا گیا ہے۔قرآنِ مجید میں اطہر، طہارت کے مقابل، ضد ''رِجز'' اور ''رِجس'' آئے ہیں (حوالہ الانفال۔۱۱، الاحزاب۔۳۸)۔ رِجْسٌ کے بنیادی معنی اختلاط اور التباس کے ہیں۔گندگی، غلاظت کو بھی رجس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لتھڑ اور چپک جاتی ہے۔تعفن اس کی خاصیت ہے۔کھانے پینے کی جن چیزوں کو حرام کہا گیا ہے انہیں بھی رِجْسٌ قرار دیا ہے (حوالہ الانعام۔۱۴۵)۔اور جو حرام اور رجس بتایا گیا ہے اسے اَلْخَبٰٓئِثَ قرار دیا گیا ہے اور جو کچھ لوط علیہ السلام کی قوم کے انکار کرنے والے لوگ کرتے تھے ان کے اس مخلوط اور اجتماعی گندے عمل کو بھی اَلْخَبٰٓئِثَ قرار دیا گیا ہے۔

اہل ایمان کو واضح کر دیا گیا کہ جنسی خواہشات کی تسکین کیلئے بتائے گئے طریقہ کار (مرد عورت کا نکاح کے بعد بتائے گئے طریقہ، آداب اور تقدس سے حقوق زوجیت کی ادائیگی) کے علاوہ کے خواہش مند متعین حدود سے نکلنے والے ہیں۔فرمایا
فَمَنِ ٱبْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ ''مگر جس نے اس ایک کے علاوہ ڈھونڈا فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْعَادُونَ o تو وہ حد سے نکلنے والے ہیں''۔(المومنون۔۷ اور المعارج۔۳۱)

اللہ رب العزت نے مرد کے مادہ منویہ میں موجود نطفوں کیلئے اپنی بیوی کے جس مقام کو مُسْتَوْدَعٌ سونپے جانے کی جگہ قرار دیا ہے اس کے علاوہ بیوی کے کسی دوسرے مقام کو مُسْتَوْدَعٌ بنانے کے شائقین اور اختراع کی گئی جھوٹی اور لغو روایات کے بل بوتے پر 'جائز' سمجھنے والوں کیلئے انتباہ ہے۔قوم لوطؑ کے شہر کے متعلق ایک اہم اطلاع یہ ہے

وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَآ ءَايَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾

''اور ہم نے اس شہر میں عقل و فکر سے کام لینے والوں کیلئے ایک واضح نشانی چھوڑ دی ہے''۔ (العنکبوت۔۳۵)

وَتَرَكْنَا فِيهَآ ءَايَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾

''اور ہم نے اس شہر میں ایسے لوگوں کیلئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ایک نشانی چھوڑ دی'' (الذاریات۔۳۷)

آثار قدیمہ کے ماہرین اس تباہ شدہ شہر کو بحر مردار (Dead Sea-Lake of Lut) میں زیر آب بتاتے ہیں۔اردن اور اسرائیل کی سرحد پر واقع ہے۔لمبائی تقریباً اسی کلومیٹر اور چوڑائی اٹھارہ کلومیٹر ہے (Area 1,020 sq km (394 sq mi)۔زمین پر سطح سمندر سے پست ترین مقام ہے (تقریباً ۱۳۴۰ فٹ)۔سمندر کے پانیوں سے تقریباً سات گنا نمکین ہونے کی بناء پر اس میں زندگی ناپید

ہے اور اسی بناء پر بحر مردار ہے۔ اس میں سے پانی کا خروج نہیں ہوتا اور دریائے اردن کا داخل ہونے والا پانی صرف بخارات (evaporation) کی صورت اڑتا ہے (بیوی کا رحم ایک ایسی ''جھیل'' ہے جس میں سے ''پانی، نطفہ'' دوسرے راستے سے ایک مرتبہ نکل جاتا ہے اور ''عہد و پیمان'' رملاپ کے بعد پھر واپس آتا ہے)۔ اللہ کی پناہ! اس جھیل اور لوط علیہ السلام کی قوم کے فعل میں کس قدر مماثلت ہے۔ جھیل میں زندگی ناپید اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس میں بھی زندگی وجود نہیں لے سکتی تھی۔ اور اگر اس فعل کے نتیجے میں (مفعول، عورت یا مرد میں) کچھ پیدا ہو سکتا تھا تو اس کی نوعیت بھی وہی ہے جو اس جھیل میں زندہ رہ سکتے ہیں اور وہ چند قسموں کے خورد بین سے دکھائی دینے والے جراثیم، کیڑے (microbes) جو بیماری پیدا کرتے ہیں۔ اس جھیل کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ چیزوں کو اوپر سطح پر لے آتی ہے (buoyant) اور انسانی جسم اس کی سطح پر آسانی سے تیرتا (float) کرتا ہے ''ڈوبتا'' نہیں۔ ڈوبنے والی شئے ساکن ہو جاتی ہے۔ حالت سکون اور سطح پر بہتے رہنے میں فرق آپ سمجھ رہے ہیں! بیوی کو باعث سکون قرار دیا گیا ہے۔